سورة النور

آیات ۵۱ - ۵۷

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ
جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ
تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَ
لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾

سُورَةُ النُّورِ

آیات 64 — مدنية

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اسلام فرد، خاندان، معاشرے، ریاست اور امت کو اللہ کے نورِ ہدایت کے تابع کر کے عفت، حیا، عدل، قانونی اور اجتماعی پاکیزگی کا نظام قائم کرتا ہے

شرعی حدود
آیات 1 تا 26

- زنا کی حد (آیات 3-1)
- تہمت (قذف) کا حکم (آیات 5-4)
- لعان (میاں بیوی کے درمیان جھوٹی تہمت) (آیات 10-6)
- واقعہ افک (تہمت کا واقعہ) (آیات 22-11)
- آخرت میں تہمت کی سزا (آیات 26-23)

معاشرتی آداب (حصہ اول)
آیات 27 تا 34

- گھر میں داخل ہونے کے آداب (آیات 29-27)
- مرد و خواتین کے لیے نظریں نیچی رکھنے اور زینت چھپانے کا حکم (آیات 31-30)
- نکاح اور غلاموں کی آزادی کا حکم (آیات 34-32)

نورِ الٰہی، مساجد کا فضل اور اس کی قدرت
آیات 35 تا 46

- اللہ کا نور اور مساجد کو آباد کرنے والوں کا اجر (آیات 38-35)
- کافروں کے اعمال کی مثال (آیات 40-39)
- اللہ کی قدرت کی نشانیاں (آیات 46-41)

اللہ کی آیات پر منافقین کا رویہ
آیات 47 تا 57

- مومنوں کی فرمانبرداری اور منافقوں کا جھوٹ (آیات 54-47)
- اللہ کا طریقہ کار بندوں کے لیے (آیات 57-55)

  آیتِ استخلاف

معاشرتی آداب (حصہ دوم)
آیات 58 تا 64

- گھروں کے دیگر آداب (آیات 61-58)
- رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ برتاؤ کے آداب (آیات 63-62)
- اللہ کی بادشاہت، علم اور قدرت (آیت 64)

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ - ایمان والوں کی بات محض یہی ہوتی ہے

اِنَّمَا : کلمۂ حصر (صرف، محض، بس، یہی)

اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ - جب وہ بلائے جائیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف

دَعَا يَدْعُوْ ، دُعَاءٌ/دَعْوَةٌ : بلانا، پکارنا

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ - تاکہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان

حَكَمَ يَحْكُمُ ، حُكْمًا : حکم کرنا، فیصلہ کرنا

اَنْ يَّقُوْلُوْا - یہ کہ وہ کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا - ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - اور یہی لوگ ہی فلاح پانے والے

مُفْلِح : فلاح پانے والا - مُفْلِحُون اس کی جمع

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ - اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی

وَيَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ - اور وہ ڈرے اللہ سے اور اسکے ساتھ تقویٰ اختیار کرے

خَشِيَ يَخْشٰى ، خَشْيَةٌ : ڈرنا

(و ق ي) اِتَّقٰى يَتَّقِىْ ، اِتِّقَآءٌ : تقویٰ اختیار کرنا، بچنا، ڈرنا (VIII)

اردو میں : تقویٰ، متقی، متقین، اتقا، اتقیاء

وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ - تو یہی لوگ ہی کامیاب ہونے والے

فَآىِٕز : کامیاب - فَآىِٕزُوْن اس کی جمع

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ - اور انہوں نے قسمیں کھائیں اللہ کی

اَقْسَمَ يُقْسِمُ ، اِقْسَامٌ: قسم کھانا (IV)

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ - اپنی پختہ قسمیں

جَهْد : پورے طور پر کوشش و مشقت کرنا، پختہ

اَيْمَان : قسمیں (يَمِيْن کی جمع)

لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ - بلاشبہ اگر آپ حکم دیں انہیں (جہاد کا)

لَ : لام تاکید

اِنْ : شرطیہ

اَمَرَ يَاْمُرُ ، اَمْرًا : حکم دینا

لَيَخْرُجُنَّ - تو وہ لوگ لازما نکلیں گے

لَ : لام تاکید

خَرَجَ يَخْرُجُ ، خُرُوْجًا : نکلنا

قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا - آپ کہہ دیجئے تم قسمیں مت کھاؤ

طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ - (تمہاری) اطاعت جانی پہچانی ہے

طَاعَةٌ : اطاعت، فرمانبرداری

مَّعْرُوْفَةٌ: جانی پہچانی، معروف

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ - بیشک اللہ بہت خبردار ہے

خَبِيْر : وہ جو ہر چیز کی حقیقت، باطن، باریکیوں اور انجام سے پوری طرح باخبر ہو (صفت مشبہ)

بِمَا تَعْمَلُوْنَ - اس سے جو تم عمل کرتے ہو

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ
يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا
تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾

ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، اور کامیاب وہی ہیں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔ یہ (منافق) اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ حکم دیں تو ہم گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ ان سے کہو قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری اطاعت کا حال معلوم ہے، تمہارے کرتوتوں سے اللہ بے خبر نہیں ہے۔

When those that believe are called to Allah and His Messenger in order that he (the Messenger) may judge their disputes between them, nothing becomes them but to say: 'We hear and we obey.' Such shall attain true success. Those who obey Allah and His Messenger, and fear Him and avoid disobeying Him: such, indeed, shall triumph. (The hypocrites) solemnly swear by Allah; 'If you order us, we shall surely go forth (to fight in the cause of Allah).' Tell them: 'Do not swear. The state of your obedience is known. Allah is well aware of all what you do'.

محمد اقبال

آیات ۵۱ - ۵۷

رکوع 7

ان آیات میں مومنانہ طرزِ عمل کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے

سچے مومن جب اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ان کا جواب سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ہوتا ہے، یعنی ہم نے سنا اور اطاعت قبول کی۔ کامیابی انہی لوگوں کے لیے ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے، اللہ سے ڈرتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں اس کے مقابلے میں محض قسمیں کھانا یا زبانی دعوے کرنا کافی نہیں، اصل چیز معروف اور عملی اطاعت ہے۔

رسول ﷺ کی ذمہ داری حق کو صاف صاف پہنچا دینا ہے، جبکہ امت کی ذمہ داری اسے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور عملِ صالح اختیار کرنے والوں سے زمین میں خلافت، دین کے استحکام اور خوف کے بعد امن کا وعدہ فرماتا ہے، بشر طیکہ وہ خالص اللہ کی عبادت کریں اور شرک سے بچیں۔ آخر میں نماز، زکوۃ اور اطاعتِ رسول ﷺ کو رحمت کا ذریعہ قرار دیا گیا، اور کفر و نافرمانی کے انجام سے خبر دار کیا گیا۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

سچے مومنوں کا طرزِ عمل: سمع و اطاعت

- گزشتہ آیات میں منافقین کے طرزِ عمل کے بعد اب اس آیت کریمہ میں سچے مومنوں کی شان بیان کی گئی ہے۔
- منافق وہ تھے جو اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے کی طرف بلائے جاتے تو اعراض کرتے، مگر مومنوں کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔جب انہیں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے معاملات کا فیصلہ شریعت کے مطابق ہو، تو وہ فوراً کہتے ہیں: سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا - ہم نے سنا اور اطاعت کی۔
- یہ جواب صرف زبان کا اقرار نہیں بلکہ دل کی آمادگی، عملی سپردگی اور اللہ کے حکم پر کامل اعتماد کا اعلان ہے۔سچے مومن حالات، مصلحتوں، مخالفت، ماحول یا ذاتی مفاد کو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم پر مقدم نہیں کرتے، ان کے نزدیک شریعت کا فیصلہ آخری معیار (final authority) ہوتا ہے، چاہے وہ ان کی خواہش کے موافق ہو یا خلاف۔
- یہی ایمان کی اصل علامت ہے کہ انسان حق کو صرف اس وقت نہ مانے جب وہ اس کے فائدے میں ہو، بلکہ ہر حال میں اسے قبول کرے۔(حقیقی ایمان والوں کا یہ رویہ اِنَّمَا کے کلمے (کلمہ ٔ حصر) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے- انکا محض یہی رویہ ان کے شایانِ شان ہے)
- ایسے لوگ دو کشتیوں پر سوار نہیں ہوتے؛ ان کی وفاداری واضح، ان کا راستہ سیدھا، اور ان کا مقصد اللہ کی رضا ہوتا ہے۔ وہ اپنے معاملات، تنازعات اور فیصلوں میں اللہ اور رسول ﷺ کی ہدایت کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔اسی اخلاص، اطاعت اور یکسوئی کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن انہیں اَلْمُفْلِحُونَ کہتا ہے، یعنی حقیقی کامیابی پانے والے۔

☛ ایمان کا معیار محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے سامنے بے چون وچرا اطاعت ہے۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَخۡشَ اللّٰهَ وَيَتَّقۡهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾

مسلمانوں کی کامیابی کی تین شرائط، اطاعت، خشیت، تقویٰ

- اس آیت میں مسلمانوں کی حقیقی کامیابی کے لیے **اطاعت**، **خشیت** اور **تقویٰ** کو بنیادی شرائط قرار دیا گیا ہے۔یہ تینوں صفات مل کر مومن کی ظاہری زندگی، باطنی کیفیت اور عملی معاملات کی اصلاح کرتی ہیں۔
- **اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت:** کامیابی کا پہلا زینہ یہ ہے کہ مومن اللہ اور رسول ﷺ کے ہر حکم کو بلا توقف اور بلا تردد قبول کرے۔اس اطاعت میں ذاتی فائدے، نقصان، ذہنی تحفظات یا اپنی رائے کو حکمِ الٰہی پر ترجیح نہ دی جائے۔ صحابۂ کرامؓ کی اطاعت ایسی فوری اور کامل تھی کہ حکم سنتے ہی وہ اس پر عمل کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔اسلامی احکام ہی انسان کی حقیقی زندگی اور فلاح کا سرچشمہ ہیں؛ان میں سستی محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔
- **خشیتِ الٰہی اور باطنی آمادگی** : اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت محض ظاہری فرمانبرداری نہیں بلکہ دل و دماغ کی رضامندی بھی چاہتی ہے۔ مومن نیکی اور اطاعت کے باوجود اپنے اعمال پر مغرور نہیں ہوتا بلکہ قبولیت کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔وہ اس خوف میں رہتا ہے کہ کہیں نیت، خشوع یا قلبی کیفیت کی کمزوری اس کے اعمال کو ضائع نہ کردے۔یوں اس کے اعضاء اطاعت میں سرگرم اور اس کا دل خوفِ خدا اور امیدِ رحمت سے وابستہ رہتا ہے۔
- **تقویٰ اور حدودِ الٰہی کی پاسداری:** تقویٰ ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر زندگی گزارنے کا نام ہے۔اس میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی دیانت دارانہ ادائیگی بھی شامل ہے۔

جو لوگ اطاعت، خشیت اور تقویٰ کو اپنی پوری زندگی کا عملی نمونہ بنالیں، وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں۔

وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَہُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ قُلۡ لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۳﴾

جہاد کے معاملے میں منافقین کی روش

- **منافقین کی مبالغہ آمیز قسمیں:** منافقین اللہ کی سخت قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ حکم ملتے ہی وہ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں گے۔ لیکن حقیقت میں وہ قربانی اور جہاد کے وقت مختلف بہانے، مشکلات اور مجبوریاں پیش کرتے تھے۔ان کی قسمیں اخلاص اور فرمانبرداری کی علامت نہیں بلکہ اپنی کمزوری چھپانے کا ذریعہ تھیں۔
- **حکم کے باوجود حیلہ سازی:** رسول اللہ ﷺ کا واضح حکم پہنچ جانے کے بعد کسی نئے یا شخصی حکم کا انتظار بے معنی تھا۔وہ اپنی معذوریاں بیان کرکے کہتے تھے کہ آپ خصوصی طور پر حکم دیں تو ہم ضرور حاضر ہو جائیں گے۔ گویا وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر شخص کو الگ سے منائیں اور جہاد کے لیے آمادہ کریں۔یہ رویہ جماعتی زندگی میں بھی نظر آتا ہے، جب لوگ امیر کے عمومی حکم کو کافی نہیں سمجھتے۔ حقیقی اطاعت یہ ہے کہ واضح حکم ملنے کے بعد بہانے اور اضافی تاکید کا انتظار نہ کیا جائے۔
- **قسمیں نہیں، عملی اطاعت مطلوب ہے:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی وفاداری ثابت کرنے کے لیے قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں۔رسول ﷺ کو ماننے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کے احکام کو بلاتردد قبول کیا جائے۔ مومن کی پہچان بلند دعوے نہیں بلکہ معروف، واضح اور عملی فرمانبرداری ہے۔

سچی اطاعت وہی ہے جو الفاظ اور قسموں کے بجائے عمل، قربانی اور ذمہ داری سے ظاہر ہو۔

قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ‌ ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا‌ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۵۴﴾

قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ - کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ کی

اَطَاعَ يُطِيۡعُ ، اِطَاعَةٌ : اطاعت کرنا (IV)

وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ - اور اطاعت کرو رسول کی

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا - پھر اگر تم پھر جاؤ

تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى ، تَوَلِّیٌ : منہ موڑنا، پھر جانا (V)

فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ - تو بیشک صرف اس (رسول) کے (وہی) ذمے ہے

اِنَّمَا: کلمۂ حصر (صرف، محض، بس، یہی)

مَا حُمِّلَ - جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے

حَمَّلَ يُحَمِّلُ ، تَحۡمِيۡلًا : اٹھانا، بوجھ ڈالنا (II)

وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ - اور تمہارے ذمے ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے

وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا - اور اگر تم اطاعت کروگے اس کی (تو) ہدایت پا جاؤگے

اِهۡتَدٰى يَهۡتَدِىۡ ، اِهۡتِدَآءٌ (VIII)
ہدایت پانا

وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ - اور نہیں ہے رسول کے ذمے

اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ - مگر صاف صاف پہنچا دینا

بَلٰغ : پہنچا دینا (یہ لفظ قرآن میں بطور تبلیغ آیا ہے)

مُبِيۡن : کھلا ہوا، ظاہر

قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ‌ ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا‌ ؕ وَمَا
عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۵۴﴾

کہو " اللہ کے مطیع بنو اور رسول ﷺ کے تابع فرمان بن کر رہو۔ لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو
خوب سمجھ لو کہ رسول ﷺ پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار وہ ہے اور تم پر جس فرض کا
بار ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم۔ اس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے۔ ورنہ رسول
ﷺ کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے"

Say: 'Obey Allah and obey the Messenger. But if you turn away, then (know well) that the Messenger is responsible for what he has been charged with and you are responsible for what you have been charged with. But if you obey him, you will be guided to the Right-Way. The Messenger has no other responsibility but to clearly convey (the command)'.

محمد اقبال

قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ‌ ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا ‌ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۵۴

منافقین کو تنبیہ

- **اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت**: اس آیت کریمہ میں منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ایمان کا دعویٰ اطاعت کے بغیر معتبر نہیں۔ حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو اخلاص سے قبول کیا جائے۔ محض زبانی یقین دہانی، مجلسِ نبوی میں حاضری یا ظاہری وابستگی نجات کے لیے کافی نہیں۔
- **رسول ﷺ اور امت کی ذمہ داریاں**: رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری اللہ کا پیغام واضح طور پر پہنچانا تھی، جسے آپ ﷺ نے کامل طور پر ادا کر دیا۔اس کے بعد احکام کی پیروی، دین کی خدمت اور اسکے لیے قربانی دینا اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے۔ہر شخص سے اسی فرض کے بارے میں سوال ہوگا جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔لہٰذا دوسروں کی کوتاہی کو اپنی ذمہ داری سے غفلت کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے
- **رسول ﷺ کی اطاعت ہی ہدایت ہے**: رسول ﷺ کی اطاعت انسان کو صحیح راستہ دکھاتی اور اس کی دنیا و آخرت سنوارتی ہے۔اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ لازم و ملزوم ہیں۔جو شخص رسول ﷺ کی اطاعت کو ضروری نہ سمجھے،اس کا ایمان کا دعویٰ ناقص اور گمراہی پر مبنی ہے
- **اجتماعیت (نظم) اور جواب دہی**: اقامتِ دین کے لیے اجتماعیت (جو کہ ناگزیر ہے)، قیادت، نظم و ضبط اور قواعد کی پابندی لازم ہے۔ اس آیتِ کریمہ کے الفاظ میں اجتماعیت کے نظم و ضبط کے بارے میں بھی ایک بہت ہی اہم اور بنیادی راہنما اصول کی رہنمائی ملتی ہے کہ ہر کوئی اپنی اس ذمہ داری کی فکر کرے جس کے بارے میں وہ مسؤل ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ - وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - جو ایمان لائے تم میں سے اور انہوں نے نیک اعمال کیے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ - بلاشبہ ضرور وہ جانشین بنائے گا انہیں زمین میں

(خ ل ف) اِسْتَخْلَفَ يَسْتَخْلِفُ ، اِسْتِخْلَافٌ : خلیفہ بنانا، جانشین بنانا (X)

لَيَسْتَخْلِفَنَّ میں دہری تاکید (لام تاکید + نونِ ثقیلہ)

اردو میں : خلف، اخلاف، خلیفہ، خلافت، استخلاف

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ - جیسا کہ اس نے جانشین بنایا ان لوگوں کو

مِنْ قَبْلِهِمْ - جو ان سے پہلے تھے

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ - اور ضرور بالضرور وہ مضبوط کرے گا ان کے لیے

لَ : لام تاکید

مَكَّنَ يُمَكِّنُ ، تَمْكِيْنٌ
اقتدار دینا، مضبوط کرنا، قائم کرنا

اردو میں : مکان، مکین، تمکنت، تمکین، کائنات، تکوین

دِيْنَهُمُ الَّذِى - ان کے دین کو جو

ارْتَضٰى لَهُمْ - اس نے پسند کیا ان کے لیے

اِرْتَضٰى يَرْتَضِىْ ، اِرْتِضَآءٌ : پسند کرنا (V III)

اردو میں : رضا، راضی، رضوان، مرضی

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٥٥ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ - اور بلاشبہ ضرور وہ بدل (کر) دے گا انہیں

لَ : لام تاکید

بَدَّلَ يُبَدِّلُ ، تَبْدِيْلًا : تبدیل کرنا (II)

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا - ان کے خوف کے بعد امن

يَعْبُدُوْنَنِىْ - وہ عبادت کریں گے میری

عَبَدَ يَعْبُدُ ، عِبَادَةٌ : عبادت کرنا

لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا - وہ شریک نہیں ٹھہرائیں گے میرے ساتھ کسی چیز کو

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ -اور جو کفر کرے اس کے بعد

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ - تو وہی لوگ ہی فاسق ہیں۔

فَاسِق : نافرمانی کرنے والا (نافرمان)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ - اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ - اور رسول کی اطاعت کرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ - شاید تم لوگوں پر رحم کیا جائے

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۚ وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۵۷﴾

لَا تَحْسَبَنَّ - آپ ہرگز گمان نہ کریں

حَسِبَ يَحْسَبُ ، حِسْبَانًا : خیال کرنا، گمان کرنا

نَّ : نون تاکیدِ ثقیلہ (یہ نون فعلِ مضارع میں زوردار تاکید پیدا کرتی ہے)

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا - وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

مُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ - (وہ ہمیں) عاجز کردینے والے ہیں زمین میں

مُعْجِز : عاجز کردینے والا (اس فعال
مُعْجِزِيْن اس کی جمع

وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ - اور ان کا ٹھکانا آگ ہے

مَاْوٰى : مقام سکونت، ٹھکانہ

وَلَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ - اور یقیناً بہت بری ہے وہ لوٹنے کی جگہ

بِئْسَ : بہت برا / کتنا برا (فعل ذم)
Verb of condemnation

مَصِيْر : لوٹنے کی جگہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَ
لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے، اور ان کی (موجودہ)خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔ جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کردیں گے۔ انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے

Allah has promised those of you who believe and do righteous deeds that He will surely empower them as vicegerents in the land even as He empowered those that preceded them, and that He will firmly establish their religion which He has been pleased to choose for them, and He will replace the state of fear that they are in with security. Let them ser Me and associate none with Me in My Divinity. Whoso disbelieves after that, such indeed are the ungodly. Establish Prayer and pay Zakah and obey the Messenger so that mercy may be shown to you. Do not even imagine that those who disbelieve can frustrate (Allah's authority) in the land. Their abode is the Fire; what an evil abode !

محمد اقبال

آیتِ استخلاف

ایمان، اقتدار اور بندگیِ الٰہی کا جامع تصور

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- سورۃ النور کی آیت 55 کو آیتِ استخلاف کہا جاتا ہے جو قرآنِ کریم کی ایک عظیم اور مشہور آیتِ کریمہ ہے
- اس کو " آیتِ استخلاف " اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو زمین میں خلافت (یعنی اقتدار، حکومت، استحکام اور امن) دینے کا واضح وعدہ فرمایا ہے۔(جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال انجام دیں، اللہ انہیں زمین میں جانشینی عطا فرمائے گا، ان کے دین کو مضبوطی سے قائم کرے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا)
- الٰہی وعدہ اور اس کی شرائط: یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ زمین میں اقتدار و اختیار کوئی خودکار نتیجہ نہیں اور نہ ہی یہ وعدہ مسلمانوں کی تعداد، کسی نسل، قوم یا جماعت کے نام سے ہے بلکہ ایمان، عملِ صالح، خالص بندگی اور شرک سے اجتناب کی واضح شرائط کے ساتھ وابستہ ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اقتدار محض سیاسی طاقت، تعداد یا عسکری غلبے کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس کی اصل بنیاد صحیح عقیدہ، صالح کردار اور اللہ کی اطاعت ہے۔
- وعدۂ الٰہی کے حقیقی مستحق: اس وعدے کے مخاطب ہر وہ شخص نہیں جو صرف زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے، بلکہ وہ لوگ ہیں جو سچے دل سے ایمان لائیں اور جن کا ایمان صالح اعمال کی صورت میں ان کی پوری زندگی پر اثرانداز ہو۔ان کا عقیدہ، اخلاق، عبادات، معاملات، معاشرت اور اجتماعی کردار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کے تابع ہو۔ منافقانہ طرزِ عمل، زبانی دعوے اور عملی نافرمانی انسان کو اس وعدے کا مستحق نہیں بناتے۔
- ایمان کی جامع حقیقت: اس آیت میں مطلوب ایمان محض چند عقائد کو ذہنی طور پر تسلیم کر لینے کا نام نہیں، بلکہ ایسی زندہ حقیقت ہے جو انسان کے خیالات، جذبات، خواہشات اور اعمال سب کو بدل دیتی ہے۔

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- حقیقی مومن چھوٹے اور بڑے ہر معاملے میں اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔ اس کا اپنے رب سے تعلق، لوگوں کے ساتھ برتاؤ، اجتماعی کردار اور زندگی کی تمام سرگرمیاں رضائے الٰہی کے تابع ہو جاتی ہیں۔
- **عملِ صالح کی اہمیت:** ایمان کے ساتھ عملِ صالح کا ذکر واضح کرتا ہے کہ زمین کی خلافت و قیادت کے لیے محض عقیدہ کافی نہیں، بلکہ صالح کردار، عدل، امانت، دیانت، ذمہ داری اور تعمیری صلاحیت بھی ضروری ہے۔ عملِ صالح میں انفرادی عبادات کے ساتھ معاشرتی اصلاح، حقوق کی ادائیگی، ظلم کی روک تھام اور انسانی فلاح کے لیے جدوجہد بھی شامل ہے۔ جو امت اپنے کردار اور اعمال میں صالح نہ ہو، وہ محض دعوائے ایمان کی بنیاد پر استخلاف کی مستحق نہیں ہو سکتی۔
- **استخلاف کا حقیقی مفہوم:** استخلاف سے مراد صرف حکومت حاصل کرنا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زمین میں ذمہ دارانہ نظام قائم کرنا ہے۔ مسلمان زمین کے مطلق مالک نہیں بلکہ اللہ کے نائب اور امانت دار ہیں۔ لہٰذا اقتدار ان کے لیے اعزاز کے ساتھ ایک بھاری ذمہ داری بھی ہے، جس میں عدل، امانت، انسانی حقوق اور معاشرتی اصلاح لازم ہیں
- **خلافت کا غلط تصور:** خلافت کو محض سیاسی حکومت، عسکری غلبے، معاشی ترقی یا دنیاوی طاقت کے معنی میں لینا درست نہیں۔ اگر ہر غالب اور ترقی یافتہ قوم کو آیتِ استخلاف کا مصداق مان لیا جائے تو پھر ایمان، عملِ صالح، توحید، عبادت اور دینِ حق کے قرآنی مفاہیم بے معنی ہو جاتے ہیں۔ بہت سی طاقت ور قومیں اللہ، وحی، رسالت اور آخرت کی منکر ہونے کے باوجود دنیاوی اقتدار رکھتی ہیں؛ ان کا غلبہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کی منظور شدہ خلافت کی حامل ہیں۔

قرآن میں خلافت کے مختلف مفاہیم

- قرآن مجید میں خلافت اور استخلاف کے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال نہیں ہوئے، بلکہ سیاق و سباق کے لحاظ سے ان کے مختلف مفاہیم سامنے آتے ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل، صلاحیتوں، وسائل اور محدود اختیارات کے حامل ہیں۔ وہ زمین کے حقیقی مالک نہیں، بلکہ ان نعمتوں کے امین ہیں اور ان سے متعلق اللہ کے حضور جواب دہ ہیں (2/30، 6/165)
- خلافت کا دوسرا مفہوم اور زیادہ مخصوص مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرے اور اپنے اختیارات کو اپنی خواہش، ذاتی مفاد یا انسانی نظریات کے مطابق نہیں، بلکہ اللہ کے شرعی احکام کے تابع استعمال کرے۔ اس معنی میں خلافت صرف اقتدار حاصل کرنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ کی امانت کو عدل، اطاعت اور ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنے کا نام ہے (38/26،24/55)
- تیسرا مفہوم یہ ہے کہ ایک قوم یا نسل کے بعد دوسری قوم زمین میں اس کی جانشین بن جائے اور اسے اقتدار، وسائل اور غلبہ حاصل ہو جائے۔ یہ جانشینی لازماً اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ قوم اللہ کی محبوب یا فرمانبردار بھی ہے، کیونکہ دنیاوی اقتدار کبھی انعام، کبھی آزمائش اور کبھی مہلت کے طور پر بھی دیا جاتا ہے (10/14، 7/69، 7/74)
- یہاں خلافت کے وسیع تر مفہوم میں محض حکومت، عسکری قوت یا سیاسی غلبہ نہیں مراد نہیں بلکہ ایسا صالح اقتدار ہے جو اللہ کے احکام کے تابع ہو، عدل وانصاف قائم کرے، ظلم و فساد کو روکے، معاشرے کی اصلاح کرے اور بندگیِ الٰہی کے لیے سازگار ماحول فراہم کرے۔ اس مفہوم کے مطابق مومنِ صالح اپنے اختیارات کو ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کی امانت سمجھتا ہے اور انہیں مخلوق کی بھلائی، حقوق کی حفاظت اور دین کے قیام کے لیے استعمال کرتا ہے اس کے برعکس اللہ کے دیے ہوئے اختیارات کو اس کی نافرمانی میں استعمال کرنے والا باغی اور امانت میں خیانت کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- **استخلاف کا مقصد: اصلاح، تعمیر اور عدل:** زمین میں اللہ کا خلیفہ ہونے کا مطلب صرف احکام نافذ کرنے یا لوگوں پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل کرنا نہیں۔ اس کا حقیقی مقصد زمین کی اصلاح، انسانی معاشرے کی تعمیر، عدل کا قیام اور ظلم و فساد کا خاتمہ ہے۔ صاحب اقتدار افراد اور جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی عزت کو بلند کریں، کمزوروں کے حقوق کی حفاظت کریں، وسائل کو امانت سمجھ کر استعمال کریں اور انسانوں کو اخلاقی و روحانی ترقی کی راہ دکھائیں

جو حکومت اقتدار پا کر فساد، ظلم، سرکشی، استحصال اور انسانی تحقیر کو فروغ دے، وہ اس آیت میں بیان کردہ خلافت کی نمائندہ نہیں ہو سکتی۔ ایسا اقتدار آزمائش، مہلت یا بعض اوقات لوگوں کے اعمال کی سزا تو ہو سکتا ہے، مگر اسے اللہ کی پسندیدہ خلافت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

- **دین کے تمکن کا مفہوم:** اللہ تعالیٰ کا دوسرا وعدہ یہ ہے کہ وہ اہلِ ایمان کے لیے اس دین کو مضبوطی عطا کرے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔ دین کے تمکن سے مراد محض یہ نہیں کہ اسلام کا نام یا شعار غالب ہو جائے، بلکہ دین پہلے اہلِ ایمان کے دلوں، کردار اور زندگیوں میں مضبوطی سے قائم ہو۔ پھر اس کی تعلیمات عدل، عبادت، اخلاق، معیشت، معاشرت اور اجتماعی نظم میں نمایاں ہوں۔

- اسلام انسانی خواہشات کو بے لگام چھوڑنے کے بجائے انہیں اللہ کی ہدایت کے تابع کرتا ہے۔ وہ زمین کے وسائل سے فائدہ اٹھانے، علم و تحقیق، صنعت، ترقی اور تعمیر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، لیکن ان سب سرگرمیوں کا رخ اللہ کی رضا اور انسانیت کی بھلائی کی طرف ہونا ضروری ہے۔

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- **خوف کے بعد امن** : آیت کا تیسرا وعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ ابتدائی مسلمان مکہ میں ظلم و ستم، معاشرتی دباؤ اور جان و مال کے خطرات میں زندگی گزار رہے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی ایک عرصے تک دشمنوں کے حملوں کا خطرہ رہا اور صحابۂ کرامؓ کو مسلسل مسلح اور چوکنا رہنا پڑتا تھا۔

  اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ان کی ثابت قدمی، ایمان اور اطاعت کے نتیجے میں یہ حالت تبدیل ہو گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جزیرۂ عرب میں اسلام مستحکم ہوا اور بعد میں خلفائے راشدین کے دور میں امن، سیاسی استحکام اور اسلامی ریاست کا دائرہ وسیع ہو گیا۔

- **وعدۂ استخلاف کی تاریخی تکمیل** : اس آیت کے اولین مخاطب رسول اللہ ﷺ کے عہد کے اہلِ ایمان تھے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ چند ہی سالوں میں ان کا خوف امن میں تبدیل ہوا، اسلام عرب میں مضبوط ہوا اور پھر ایشیا و افریقہ کے وسیع علاقوں تک پہنچ گیا۔ خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے عہد میں یہ وعدہ بہت نمایاں صورت میں پورا ہوا۔

  حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کر کے کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا، مسلمانوں کو کسریٰ کے خزانے حاصل ہوں گے اور معاشی خوش حالی اس حد تک پہنچے گی کہ صدقہ قبول کرنے والا تلاش کرنا مشکل ہو گا۔ حضرت عدیؓ نے ان میں سے ابتدائی وعدوں کو اپنی زندگی میں پورا ہوتے دیکھا۔ یہ تاریخی حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ ابتدائی اسلامی خلافت محض سیاسی توسیع نہیں تھی، بلکہ ایمان، اجتماعی نظم، قربانی اور اللہ کی نصرت کے باہمی تعلق کا عملی ظہور بھی تھا۔

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- **توحید اور خالص بندگی: بنیادی شرط**: آیت میں استخلاف، تمکنِ دین اور امن کے بعد بنیادی مقصد بیان کیا گیا ہے: "وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اقتدار بذاتِ خود منزل نہیں، بلکہ خالص بندگیِ الٰہی کے قیام کا ذریعہ ہے۔

شرک صرف بت پرستی تک محدود نہیں۔ اللہ کے سوا کسی شخصیت، نظریے، خواہش، مفاد یا نظام کو آخری اور غیر مشروط اطاعت کا حق دینا بھی شرک کی ایک صورت بن سکتا ہے۔ جب خواہشاتِ نفس انسان کے فیصلوں پر اللہ کے حکم سے زیادہ حاوی ہو جائیں تو عملی طور پر انسان اپنی خواہش کو معبود کا درجہ دے دیتا ہے۔ اہلِ استخلاف کی صفت یہ ہے کہ ان کا رخ، اعتماد اور اطاعت بنیادی طور پر اللہ ہی کے لیے مخصوص رہے

- **اقتدار ایک انعام بھی، آزمائش بھی**: آیتِ استخلاف میں اقتدار کو صرف کامیابی کا نشان نہیں بلکہ ایک عظیم امانت اور امتحان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اقتدار ملنے کے بعد اہلِ ایمان کی ذمہ داری کم نہیں بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ انہیں عدل قائم کرنا، دین کی حفاظت کرنا، لوگوں کے حقوق ادا کرنا اور اجتماعی نظم کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔

اقتدار کے بعد اگر غرور، دنیا پرستی، ظلم، داخلی انتشار اور خواہشات کی پیروی پیدا ہو جائے تو یہی نعمت زوال کا سبب بن سکتی ہے۔ اللہ کا وعدہ اپنی جگہ سچا ہے، لیکن اس کے ثمرات اسی وقت باقی رہتے ہیں جب اہلِ ایمان اس کی شرائط پر قائم رہیں۔ ۔

- **"کفر" اور ناشکری کا مفہوم**: آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ اس کے بعد جو کفر کرے، وہی لوگ فاسق ہیں۔ یہاں کفر سے مراد ایمانی حقائق کا انکار بھی ہو سکتا ہے اور اللہ کی عظیم نعمتوں کی ناشکری بھی۔

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- منافقین کے لیے یہ تنبیہ تھی کہ اقتدار، امن اور دین کے غلبے کے آثار دیکھ لینے کے بعد بھی اگر وہ اخلاصِ ایمان اختیار نہ کریں تو ان کی نافرمانی انتہائی سنگین ہو گی۔

اسی طرح اہلِ ایمان کے لیے تنبیہ ہے کہ اگر وہ امن، اقتدار اور اجتماعی استحکام ملنے کے بعد اللہ کی اطاعت، توحید، عدل اور صالح نظم سے بے وفائی کریں تو وہ نعمتِ الٰہی کی ناشکری کے مرتکب ہوں گے۔ ایسی ناشکری کے نتیجے میں اتحاد، امن اور اقتدار کمزور ہو سکتے ہیں اور امت دوبارہ خوف، انتشار اور ذلت میں مبتلا ہو سکتی ہے۔

- **امت کے عروج و زوال کا اصول**: اس آیت میں امتوں کے عروج و زوال کا ایک بنیادی قانون بیان ہوا ہے۔ جب اہلِ ایمان توحید، عملِ صالح، عدل، نظم، اطاعت اور اجتماعی ذمہ داری کے تقاضے پورے کرتے ہیں تو وہ اللہ کی نصرت، امن اور استحکام کے مستحق بنتے ہیں۔ جب وہ ان صفات کو چھوڑ کر باہمی نزاع، خود غرضی، ظلم اور خواہشات کی پیروی اختیار کرتے ہیں تو ان کے اقتدار اور وحدت میں زوال آتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کی پسماندگی کو صرف بیرونی سازشوں سے منسوب کرنا کافی نہیں۔ انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ ایمان، عملِ صالح، عدل، علم، نظم اور خالص بندگی کی ان شرائط کو پورا کر رہے ہیں جن کے ساتھ اللہ کا وعدہ وابستہ ہے۔

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
دامنِ دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی
سبب کچھ اور ہے، تُو جس کو خود سمجھتا ہے زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

آیتِ استخلاف (آیت 55)

- **وعدۂ استخلاف کی دائمی معنویت:** اگرچہ یہ وعدہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے مخلص اہلِ ایمان کے حق میں پورا ہوا، لیکن اس کا اصول بعد کے ہر دور کے اہلِ ایمان کے لیے باقی ہے۔ جب کوئی جماعت ایمان کی حقیقت کو اختیار کرے، صالح کردار پیدا کرے، اللہ کے احکام کی پابندی کرے، شرک اور خواہش پرستی سے بچے اور اصلاح و عدل کے لیے مطلوبہ وسائل فراہم کرے تو وہ اپنی استعداد کے مطابق اللہ کی نصرت اور تمکن کی مستحق ہو سکتی ہے۔ تاہم صرف سیاسی اقتدار کی خواہش، مذہبی نعرے یا ماضی کے افتخار سے یہ وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ اس کے لیے فکری، اخلاقی، روحانی، علمی اور اجتماعی تیاری ضروری ہے
- **آیتِ استخلاف اور عصرِ حاضر کے مسلمان:** آیتِ استخلاف مسلمانوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ امت کی بحالی کا راستہ محض حکومت حاصل کرنے سے نہیں بلکہ اپنے ایمان، کردار، علم، عدل اور اجتماعی نظم کی اصلاح سے شروع ہوتا ہے۔ سیاسی اقتدار صالح معاشرے کا متبادل نہیں؛ بلکہ صالح افراد، مضبوط اداروں، اجتماعی ذمہ داری اور اخلاقی اہلیت کا نتیجہ ہونا چاہیے۔
- مسلمان جب نماز، زکوٰۃ، اطاعتِ رسول ﷺ، عدل، علم، امانت اور حقوق کی ادائیگی کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کی بنیاد بنائیں گے، تب وہ استخلاف کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہوں گے۔ اللہ کی نصرت کا وعدہ یقینی ہے، مگر اس کے لیے مقرر کردہ شرائط کو پورا کرنا امت کی ذمہ داری ہے۔

آیتِ استخلاف اسلامی تصورِ اقتدار کی مکمل بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اس کے مطابق ایمان روح ہے، عملِ صالح اہلیت ہے، خالص توحید شرط ہے، استخلاف امانت ہے، تمکنِ دین مقصد ہے، عدل و اصلاح ذمہ داری ہے اور امن اس کا ثمرہ ہے۔
جو امت ان اصولوں پر قائم رہے گی وہ اللہ کی نصرت اور استحکام کی امید رکھ سکتی ہے، اور جو ان سے منحرف ہو گی، محض اپنے نام اور ماضی کی نسبت کی بنیاد پر وعدۂ الٰہی کی حق دار نہیں ہو گی۔

اضافی مواد

Reference Material

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

- امتدادِ زمانہ، سیاسی زوال، استعماری اثرات، موروثی حکومتوں کے تجربات، مذہب و سیاست کی مصنوعی تقسیم اور بعض ناقص تاریخی تعبیرات کے باعث مسلمانوں میں حکومت، سیاست اور خلافت کے بارے میں ایسے متعدد تصورات رائج ہو گئے ہیں جو اپنی اصل میں قرآن وسنت کی جامع فکر کی نمائندگی نہیں کرتے۔ کہیں سیاست کو سراسر ممنوع، ناپاک یا دین سے خارج سمجھ لیا گیا، کہیں حکومت و اقتدار کو محض دنیاوی مفادات، شخصی غلبے اور خاندانی اقتدار کا ذریعہ بنا دیا گیا، اور کہیں ہر مذہبی عنوان رکھنے والی حکومت کو بلا تنقید اسلامی خلافت قرار دے دیا گیا۔
- اسی طرح بعض حلقوں نے فرد کی اصلاح کو اجتماعی نظام سے بالکل جدا کر دیا، جبکہ بعض نے اخلاقی و ایمانی تربیت کے بغیر صرف اقتدار کے حصول کو اقامتِ دین سمجھ لیا۔ آیتِ استخلاف ان تمام یک طرفہ اور مسخ شدہ تصورات کی اصلاح کرتے ہوئے واضح کرتی ہے کہ اسلامی سیاست نہ اقتدار سے فرار کا نام ہے اور نہ اقتدار پرستی کا؛ بلکہ ایمان، عملِ صالح، توحید، عدل، امن، جواب دہی اور خدمتِ خلق پر قائم ایک ذمہ دارانہ اجتماعی نظم کا نام ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مروجہ سیاسی تصورات کو تاریخی روایات، جذباتی نعروں اور مخصوص گروہی تعبیرات کے بجائے قرآن کے اصل اصولوں کی روشنی میں دوبارہ جانچا جائے۔
- آیئے اب ان مروجہ تصوراتِ حکومت و سیاست کا جائزہ لیتے ہیں جو تاریخی، سیاسی، فکری اور معاشرتی عوامل کے باعث رفتہ رفتہ مسلمانوں کے ذہنوں میں جگہ بنا کر اس قدر پختہ ہو گئے کہ انہیں اصل قرآنی واسلامی تصور ہی سمجھ لیا گیا۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

1. اسلام کو صرف انفرادی عبادات تک محدود سمجھنا

مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ اسلام کا دائرہ کار صرف نماز، روزہ، ذکر و دعا، اور ذاتی اخلاقیات تک محدود ہے۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق، حکومت، قانون، معیشت اور سیاست محض دنیوی امور ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ آیتِ استخلاف اس تقسیم کی نفی کرتی ہے، کیونکہ اس میں ایمان اور عملِ صالح کے نتیجے میں زمین پر استخلاف، دین کے تمکن اور اجتماعی امن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام فرد کی باطنی اصلاح کے ساتھ اجتماعی زندگی کی درست تشکیل سے بھی بحث کرتا ہے

2. اسلام میں سیاست ممنوع ہے

یہ عام خیال کہ اسلام سیاست کو حرام یا دین سے الگ قرار دیتا ہے، در حقیقت ایک غلط فہمی ہے۔ اسلام اس سیاست کو ہرگز قبول نہیں کرتا جو اقتدار کی ہوس، دھوکے، ظلم، سازش اور ذاتی مفادات پر مبنی ہو، لیکن اگر سیاست سے مراد معاشرے کی بہترین تنظیم، عدل کا قیام، حقوق کا تحفظ، اجتماعی فیصلہ سازی اور عوامی مفاد کی نگہداشت ہو تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اسلامی ذمہ داری کا اہم حصہ ہے۔ قرآن کریم کی آیتِ استخلاف میں زمین کے نظم، دین کے استحکام اور خوف کے خاتمے کا جو ذکر ہے، وہ دراصل ایک صالح اجتماعی اور سیاسی نظام کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایسا نظام دین سے خارج نہیں بلکہ اس کا حصہ ہے۔

3. حکومت کو لازماً غیر دینی شعبہ سمجھنا

آیتِ استخلاف یہ تصور بھی رد کرتی ہے کہ حکومت کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور حکمران اپنے فیصلوں میں اخلاقی و الٰہی ہدایت سے بالکل آزاد ہیں۔ قرآن کے مطابق اقتدار اللہ کی عطا کردہ امانت ہے، جسے عدل، دیانت اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔ صاحبِ اقتدار مطلق مالک نہیں بلکہ اللہ کے سامنے جواب دہ امین ہے۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

4. اقتدار کو بذاتِ خود مذموم سمجھنا

بعض مذہبی حلقوں میں دنیا سے بے رغبتی کا مفہوم اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ حکومت اور اقتدار کو بذاتِ خود برائی سمجھ لیا گیا ہے۔ آیتِ استخلاف میں اقتدار کو اللہ کی طرف سے وعدہ کردہ نعمت قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ اس کے حامل ایمان، عملِ صالح، توحید اور بندگیِ الٰہی پر قائم ہوں۔ لہٰذا خرابی اقتدار میں نہیں، بلکہ اس کے غلط مقصد اور ظالمانہ استعمال میں ہے۔

5. اقتدار کو محض دنیاوی منفعت کا ذریعہ سمجھنا

آیتِ استخلاف کے مطابق حکومت کا مقصد حکمران طبقے کی دولت، خاندانی تسلط، قومی برتری یا ذاتی شہرت نہیں۔ اقتدار کا اصل مقصد دین کے لیے سازگار ماحول، امن، عدل، اصلاح اور خالص بندگیِ الٰہی کا قیام ہے۔ جو حکومت عوامی وسائل کو ذاتی یا جماعتی مفادات کے لیے استعمال کرے، وہ استخلاف کی روح سے منحرف ہے، خواہ وہ مذہبی زبان ہی کیوں نہ استعمال کرے۔

6. ہر غالب حکومت کو اللہ کی منظور شدہ خلافت سمجھنا

محض کسی قوم کا عسکری، اقتصادی یا سیاسی طور پر غالب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آیتِ استخلاف کی مصداق ہے۔ دنیاوی غلبہ، اقتدار، مال و دولت اور عروج بظاہر کامیابی اور انعام معلوم ہوتے ہیں، لیکن قرآنِ کریم کی روشنی میں یہ ہمیشہ اللہ کی رضا یا سچی خوش بختی کی علامت نہیں ہوتے۔ تاریخ میں فرعون، نمرود اور دیگر ظالم حکمرانوں کو بھی طاقت حاصل رہی، مگر قرآن نے ان کے اقتدار کو حق اور صالح خلافت قرار نہیں دیا۔ دنیاوی غلبہ کبھی آزمائش، مہلت یا ڈھیل بھی ہو سکتا ہے، خلافتِ مطلوبہ کی پہچان ایمان، عدل، عملِ صالح اور بندگیِ الٰہی سے ہوتی ہے۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

7. خلافت کو محض ایک سیاسی عہدہ یا کوئی تاریخی نام تصور کرنا

آیتِ استخلاف کسی خاص لقب، لباس، پرچم یا رسمی نام کو کامیابی کی بنیاد نہیں بناتی۔ کسی نظام کا نام "اسلامی حکومت" یا کسی حکمران کا لقب "خلیفہ" رکھ دینے سے وہ نظام شرعی استخلاف نہیں بن جاتا۔ اصل معیار یہ ہے کہ اقتدار کس مقصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے، عدل قائم ہے یا نہیں، حقوق محفوظ ہیں یا نہیں اور حکمران اللہ کے سامنے جواب دہ ہونے کا عملی ثبوت دیتے ہیں یا نہیں

8. محض حکومت حاصل کرنے کو اقامتِ دین سمجھنا

آیتِ استخلاف پہلے ایمان اور عملِ صالح کا ذکر کرتی ہے، پھر استخلاف کا وعدہ دیتی ہے۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ صالح اقتدار صالح افراد، اخلاقی تربیت، اجتماعی اہلیت اور عملی تیاری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ محض اقتدار پر قبضہ، انتخاب جیت لینا یا حکومت تبدیل کر دینا اقامتِ دین نہیں، اگر معاشرہ بد عنوانی، ظلم، جہالت اور اخلاقی زوال میں مبتلا رہے

9. سیاست کو اخلاق سے آزاد سمجھنا

مروجہ سیاست میں اکثر یہ اصول قبول کر لیا جاتا ہے کہ سیاسی کامیابی کے لیے جھوٹ، وعدہ خلافی، کردار کشی اور فریب ناگزیر ہیں۔ آیتِ استخلاف اس سوچ کی نفی کرتی ہے، کیونکہ سیاسی تمکن کو عملِ صالح کے ساتھ مشروط کرتی ہے۔ جو سیاسی سرگرمی اخلاقی حدود توڑ دے، وہ کامیاب ہو سکتی ہے مگر قرآنی اصطلاح میں صالح نہیں ہو سکتی۔

10. "مقصد درست ہو تو ہر ذریعہ جائز ہے"

اسلامی حکومت کے قیام کے نام پر جھوٹ، ظلم، دھوکا، خون ریزی، تکفیر، اور بے گناہوں کے حقوق پامال کرنا آیتِ استخلاف کی روح کے خلاف ہے۔ جو مقصد عدل اور اصلاح کا ہو، اسے ظلم اور فساد کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ عملِ صالح کی شرط کا مطلب یہ ہے کہ مقصد کے ساتھ طریقۂ کار بھی صالح، عادلانہ اور اخلاقی ہونا چاہیے۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

11. مذہبی نعرے کو سیاسی اہلیت کا متبادل سمجھنا

آیتِ استخلاف میں ایمان کے ساتھ عملِ صالح کا ذکر اس لیے اہم ہے کہ نیک نیتی یا مذہبی وابستگی عملی اہلیت کا قائم مقام نہیں۔ حکومت کے لیے عدل، علم، مشاورت، انتظامی صلاحیت، اقتصادی بصیرت، امانت اور درست منصوبہ بندی ضروری ہیں۔ نااہل مگر مذہبی شخص محض اپنے مذہبی دعوے کی بنیاد پر صالح حکمران نہیں بن جاتا۔

12. حکومت کو صرف احکام اور سزاؤں کے نفاذ تک محدود کرنا

بعض لوگوں کے نزدیک اسلامی حکومت کا تصور چند حدود، تعزیرات یا ظاہری پابندیوں تک محدود ہے۔ آیتِ استخلاف کا دائرہ اس سے کہیں وسیع ہے: اس میں دین کا تمکن، خوف کا خاتمہ، امن، بندگیِ الٰہی اور صالح اجتماعی زندگی شامل ہیں۔ اسلامی نظم کی کامیابی کا معیار صرف سزاؤں کا نفاذ نہیں بلکہ انصاف، تعلیم، معاشی تحفظ، انسانی عزت اور معاشرتی سکون بھی ہے۔

13. امن کو دین سے الگ مسئلہ سمجھنا

آیت میں خوف کو امن سے بدلنے کو ایک بنیادی انعام قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان، مال، عزت اور سفر کا تحفظ اسلامی حکومت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ جو نظام مذہب کے نام پر مسلسل خوف، خانہ جنگی، جبر اور عدم تحفظ پیدا کرے، اسے آیتِ استخلاف کی تکمیل قرار دینا درست نہیں۔

14. عوام کے حقوق کو حکمران کی اطاعت پر قربان کر دینا

اسلامی نظم کا مطلب حکمران کو مطلق اختیار دینا نہیں۔ حکمران بھی اللہ کی حدود، عدل اور امانت کا پابند ہے۔ آیت میں استخلاف پوری صالح جماعت کے لیے ہے، کسی شخصی بادشاہت کے لیے نہیں۔ لہٰذا رعایا کے حقوق، مشاورت، احتساب اور ظلم سے تحفظ کو نظرانداز کر کے صرف اطاعتِ حاکم پر زور دینا قرآنی تصورِ خلافت کو نامکمل کر دیتا ہے۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت و سیاست کی تردید

15. یہ تصور کہ حکمران جو کچھ کرے، وہ "اللہ کا خلیفہ" ہونے کی وجہ سے درست ہے

خلافت حکمران کو تقدس یا خطا سے پاک ہونے کا مقام نہیں دیتی۔ وہ اللہ کا نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرکے اپنی خواہش کو شریعت نہیں بنا سکتا۔ اس کی اطاعت معروف اور حق کے دائرے میں ہے، جبکہ ظلم، گناہ اور حق تلفی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ استخلاف ذمہ داری بڑھاتا ہے، بلا حد اختیار فراہم نہیں کرتا۔

16. موروثی اور خاندانی اقتدار کو دینی حق سمجھنا

آیت میں وعدہ "ان لوگوں" سے ہے جو ایمان اور عملِ صالح اختیار کریں، کسی مخصوص خاندان، نسل یا طبقے سے نہیں۔ اس لیے محض نسب، خاندان یا تاریخی نسبت کسی شخص کو حکومت کا ابدی حق نہیں دیتی۔ اصل معیار اخلاقی و عملی اہلیت، امانت، عدل اور اجتماعی اعتماد ہے۔

17. یہ خیال کہ امت کی پسماندگی صرف بیرونی سازش کا نتیجہ ہے

آیتِ استخلاف مسلمانوں کی اجتماعیت کو اپنا محاسبہ کرنے کا سبق دیتی ہے۔ اگر ایمان کمزور، اعمال فاسد، قیادت نااہل، ادارے بدعنوان اور معاشرہ ظلم و تفرقے میں مبتلا ہو تو محض دشمنوں کو الزام دینا کافی نہیں۔ وعدۂ استخلاف شرائط کے ساتھ ہے؛ شرائط پوری کیے بغیر نتائج کا مطالبہ کرنا دینی منطق نہیں۔

18. محض دعاؤں سے سیاسی و اجتماعی تبدیلی کی توقع

اللہ کی مدد ضروری ہے، مگر اس آیتِ کریمہ نے استخلاف کو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دعا کے ساتھ علم، تنظیم، تربیت، عدل، محنت، ادارہ سازی اور اجتماعی تیاری بھی ضروری ہے۔ عمل کے بغیر صرف غلبے کی دعائیں کرنا، آیت کے بیان کردہ قانون کو نظرانداز کرنا ہے۔

19. صرف مادی ترقی کو استخلاف سمجھنا

سائنسی، معاشی اور عسکری ترقی اہم ہیں، لیکن یہ سب خلافتِ صالحہ کی دلیل نہیں۔ کوئی قوم ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ اور سیاسی طور پر طاقت ور ہونے کے باوجود ظالم، استحصالی اور اخلاقی طور پر منحَرف ہو سکتی ہے۔ قرآنی استخلاف میں مادی صلاحیت کے ساتھ توحید، اخلاق، عدل اور انسانی فلاح لازم ہیں۔

20. مادی اسباب کو غیر اہم سمجھنا

اِس کے بر عکس یہ سوچ بھی غلط ہے کہ صرف تقویٰ کے دعوے سے حکومت مستحکم ہو جائے گی اور علم، معیشت، دفاع، انتظام، تحقیق اور منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں۔ عملِ صالح میں اجتماعی صلاحیت اور درست اسباب اختیار کرنا بھی شامل ہے۔ نااہلی کو توکل اور بدانتظامی کو زہد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

21. سیاسی اختلاف کو لازماً کفر یا دین دشمنی سمجھنا

آیتِ استخلاف نے ایمان، عملِ صالح اور توحید کے اصول دیے ہیں، لیکن ہر انتظامی، آئینی یا سیاسی اختلاف کو ایمان و کفر کا مسئلہ نہیں بنایا۔ صالح نظم میں اجتہاد، مشاورت اور اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے۔ کسی جماعت یار ہنما سے اختلاف کو خود بخود اسلام سے بغاوت قرار دینا سیاسی تقدس پیدا کرتا ہے، جس کی آیت تائید نہیں کرتی

22. اسلامی سیاست کو خلافت کی کسی ایک تاریخی صورت تک محدود کر دینا

آیتِ استخلاف اسلامی حکومت کے اخلاقی و مقاصدی اصول دیتی ہے، مگر ریاست کی ہر انتظامی تفصیل، ادارے یا انتخابی طریقے کو متعیَن نہیں کرتی۔ عدل، شوریٰ، امانت، قانون کی بالادستی، جواب دہی اور حقوق کا تحفظ بنیادی اصول ہیں؛ مختلف زمانوں میں ان اصولوں کے عملی ادارے حالات کے مطابق مختلف ہو سکتے ہیں۔ کسی ایک تاریخی انتظامی شکل کو دین کی واحد ممکن صورت قرار دینا محتاط علمی موقف نہیں

23. دین کے نام پر شخصی آمریت کو جائز سمجھنا

چونکہ اقتدار کا مقصد بندگیِ الٰہی ہے، اس لیے کسی انسان کی غیر مشروط یا مطلق اطاعت اس مقصد کے خلاف ہے۔ اسلامی حکومت شخصیت پرستی نہیں بلکہ اصول، شریعت، عدل اور جواب دہی کی حکومت ہے۔ جہاں حاکم قانون سے بالاتر، تنقید سے محفوظ اور عوام کے حقوق سے بے نیاز ہو جائے، وہاں خلافت کا نام باقی رہ سکتا ہے مگر اس کی روح ختم ہو جاتی ہے۔

24. دنیا اور آخرت کو مکمل طور پر الگ کر دینا

آیتِ استخلاف بتاتی ہے کہ دنیا کا امن، اجتماعی استحکام اور عادلانہ اقتدار آخرت کی بندگی سے الگ نہیں۔ اسلام نہ دنیا کو ترک کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور نہ دنیا کو آخرت سے بے نیاز بناتا ہے۔ زمین کی تعمیر، امن، عدل اور صالح حکومت بھی عبادت بن سکتے ہیں، جب ان کا مقصد رضائے الٰہی اور مخلوق کی بھلائی ہو۔

25. اسلامی سیاست کو قومی غلبے یا سلطنت کے قیام کا ذریعہ سمجھنا

استخلاف کا مقصد کسی نسل، قوم یا زبان کی برتری قائم کرنا نہیں بلکہ عدل اور بندگیِ الٰہی کا قیام ہے۔ اگر مسلمانوں کی حکومت دوسری قوموں پر ظلم، استحصال یا نسلی تفاخر کا ذریعہ بنے تو وہ اسلامی نام کے باوجود قرآنی مقصد سے منحرف ہو گی۔ اسلام اقتدار کو انسانی عزت کے تحفظ کا ذریعہ بناتا ہے، قومی تکبر کا نہیں

26. اقتدار ملنے کو کامیابی کی تکمیل سمجھنا

آیتِ استخلاف میں اقتدار کے بعد بندگی، توحید اور عدمِ شرک کی شرط بیان ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت حاصل کرنا اختتام نہیں بلکہ اصل امتحان کا آغاز ہے۔ اقتدار کے بعد اگر حکمران اور معاشرہ دنیا پرستی، ظلم، فرقہ واریت اور خواہشات کی بندگی میں مبتلا ہو جائیں تو وہ نعمتِ استخلاف کی ناشکری کرتے ہیں۔

آیتِ استخلاف اور مسلمانوں کے مروجہ غلط تصوراتِ حکومت وسیاست کی تردید

27. حکومت کی اصلاح سے پہلے فرد کی اصلاح کو غیر ضروری سمجھنا

آیتِ استخلاف ایمان اور عملِ صالح کو اقتدار سے مقدم رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے معاشرے کا ہر فرد کامل ہو جائے، لیکن یہ ضرور ہے کہ صالح قیادت، اخلاقی شعور اور ذمہ دار جماعت کے بغیر محض نظام بدلنے سے حقیقی تبدیلی نہیں آتی۔ فاسد کردار نئے آئین اور مذہبی نعروں کے باوجود فاسد حکومت ہی پیدا کرتا ہے۔

28. فرد کی اصلاح کو کافی اور اجتماعی تبدیلی کو غیر ضروری سمجھنا

دوسری طرف یہ کہنا بھی درست نہیں کہ صرف افراد نیک ہو جائیں، اجتماعی نظام جیسا بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ناانصافی پر مبنی قوانین، بدعنوان ادارے اور ظالمانہ معاشی نظام صالح افراد کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ آیتِ استخلاف ایمان و عملِ صالح کو زمین کے استخلاف اور دین کے تمکن سے جوڑ کر فرد اور نظام دونوں کی اصلاح کا مطالبہ کرتی ہے۔

آیتِ استخلاف نہ سیاست سے فرار کی تعلیم دیتی ہے، نہ اقتدار پرستی کی؛ نہ رہبانیت کی، نہ آمریت کی؛ نہ محض مذہبی نعروں کو کافی سمجھتی ہے اور نہ مادی طاقت کو۔ اس کا تصور یہ ہے کہ صالح، اہل اور جواب دہ لوگ اجتماعی اختیار حاصل کریں، اسے اللہ کی امانت سمجھیں، عدل وامن قائم کریں، انسانی حقوق کی حفاظت کریں اور اقتدار کو بندگیِ الٰہی اور خدمتِ خلق کا ذریعہ بنائیں۔

آیتِ استخلاف سیاست کو ممنوع نہیں بناتی بلکہ اس کی اخلاقی تطہیر کا تقاضا کرتی ہے؛ حکومت مقصد نہیں بلکہ ایک امانت ہے؛ اقتدار ذاتی حق نہیں بلکہ جواب دہ ذمہ داری ہے؛ خلافت صرف نام یا غلبہ نہیں بلکہ عدل واصلاح کا نظام ہے؛ اور اسلامی حکومت صرف مذہبی نعروں سے نہیں بلکہ ایمان، عملِ صالح، اہلیت، امن، توحید اور حقوق کی حفاظت سے پہچانی جاتی ہے۔